حُبِّ جاہ

امام غزالیؒ

جاہ انسان کو کیوں طبعی طور پر محبوب ہے' یہاں تک کہ شدید مجاہدہ کے بغیر کسی قلب کا بھی اس سے خالی ہونا مشکل ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ جس بنا پر سونا چاندی اور مال کی تمام اقسام محبوب ہوتی ہیں' بعینہٖ اسی بنا پر جاہ بھی محبوب ہوتا ہے۔ بلکہ جس طرح سونا' چاندی سے زیادہ محبوب ہے' خواہ وہ مقدار میں برابر ہی کیوں نہ ہوں' اسی طرح جاہ' مال سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

یہ تو تمھیں معلوم ہی ہے' کہ درہم و دینار کی ذات میں کوئی کشش اور معنویت نہیں' اس لیے کہ نہ وہ کھانے کے کام کے ہیں' نہ پینے کے' نہ شادی بیاہ کے' نہ پوشاک و لباس کے' اپنی ذات کے لحاظ سے تو وہ اور کاغذ کے ٹکڑے برابر ہی ہیں۔ لیکن ان دونوں میں کشش اور محبوبیت محض اس بنا پر ہے کہ وہ محبوب چیزوں کے حصول کا ذریعہ اور خواہشات کی تکمیل کا سامان ہیں۔ یہی معاملہ جاہ کا ہے۔ اس لیے کہ جاہ دلوں کی تسخیر کا نام ہے۔ جس طرح سے سونے چاندی کی ملکیت ایسی قدرت عطا کرتی ہے' جس سے انسان اپنے تمام اغراض و مقاصد تک پہنچ سکتا ہے' اسی طرح سے بندگان خدا کے قلوب کی تسخیر تمام اغراض و مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ اسی بنا پر سونا چاندی اور جاہ انسان کو محبوب ہے۔

لیکن محبوبیت میں شریک ہونے کے ساتھ جاہ کو مال پر کئی وجوہ سے ترجیح حاصل ہے' اور اس کی محبوبیت مال کی محبوبیت سے کہیں بڑھی ہوئی ہے۔ اس کے تین نمایاں اسباب ہیں:

پہلا سبب تو یہ ہے کہ جاہ کے ذریعے سے مال تک پہنچنا' مال کے ذریعے سے جاہ تک پہنچنے کے مقابلے میں آسان ہے۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ ایک عالم یا زاہد جس کا اعتقاد لوگوں کے دلوں میں بیٹھا ہوا ہے' اگر مال حاصل کرنا چاہے تو اس کے لیے کوئی بڑی بات نہیں۔ اس لیے کہ لوگوں کے مال و دولت ان لوگوں کے دلوں کے تابع ہوتے ہیں۔ اب اگر ان کے دل کسی کے تابع ہو جائیں تو ان کے مال بھی اسی کے تابع ہو جائیں گے' اور وہ اپنی دولت بھی اسی کے قدموں پر نثار کر دیں گے۔ اس کے برخلاف ایک کم مرتبہ اور

ذلیل آدمی، جس میں کمال کی کوئی صفت نہیں ہے، اگر اس کو کوئی خزانہ بھی مل جائے اور اس کو وہ جاہ حاصل نہیں ہے، جس سے وہ اپنے مال کی حفاظت کر سکے، اگر اس مال کے ذریعے جاہ تک پہنچنا چاہے گا تو نہیں پہنچ سکے گا۔ اس لیے کہ جاہ مال کا آلہ اور وسیلہ ہے۔ جو جاہ کا مالک ہے، وہ بآسانی مال کا بھی مالک بن سکتا ہے۔ لیکن جو مال کا مالک ہے وہ ہر حالت میں جاہ کا مالک نہیں بن سکتا۔ اس لیے جاہ مال سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ مال کے لیے ہر وقت خطرہ ہے کہ وہ کسی آزمائش میں آ جائے، چوری یا غصب کے ذریعے تلف ہو جائے، بادشاہ اور ظالم بھی اس کی تاک میں لگے رہتے ہیں، یوں بھی اس کو محافظوں، پہرہ داروں اور محفوظ صندوقوں کی ضرورت ہے، پھر بھی اس کے لیے ہزار خطرے ہیں۔ لیکن دل جب کسی کے غلام بن جائیں، تو ان کے لیے کوئی آفت نہیں۔ خلق کے دلوں میں مقبولیت دراصل محفوظ خزانے ہیں جو چوروں، غارت گروں اور غاصبین کی دسترس سے باہر ہیں۔ ملکیتوں میں سب سے محفوظ ملکیت زمین اور جایداد ہے، لیکن اس میں بھی غاصبانہ اور ظالمانہ کارروائیوں کا خطرہ ہے اور پہرہ اور حفاظت کی اس کو بھی ضرورت ہے۔ لیکن دلوں کے خزانے خود ہی محفوظ و مامون ہیں، اور جاہ کو کسی غصب و سرقہ کا خطرہ نہیں۔ ہاں، دلوں پر بھی تھوڑا بہت تصرف کیا جا سکتا ہے، اور جس سے عقیدت مندی ہے، اس کی طرف سے اعتقاد پھیرا جا سکتا ہے، اور بدگمانی پیدا کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کا ازالہ مشکل نہیں اور ایسا عمل ہر ایک کے لیے آسان نہیں۔

تیسرا سبب یہ ہے کہ قلوب کی ملکیت میں ازدیاد و نمو و اضافہ ہوتا رہتا ہے، اور اس کے لیے کسی محنت و جفاکشی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ قلوب جب کسی شخص کے علم یا عمل کی وجہ سے اس کے حلقہ بگوش اور معتقد ہو جاتے ہیں، تو زبانیں اس کا کلمہ پڑھنے لگتی ہیں، لوگ دوسروں سے اس کا تذکرہ کرتے ہیں، اور نئے نئے دل اس کے مفتوح ہوتے جاتے ہیں۔ اسی بنا پر انسان طبعی طور پر شہرت اور ناموری کا دلدادہ ہے۔ اس لیے کہ جب اس کا چرچا دوسرے شہروں اور ملکوں میں ہوتا ہے، نئے نئے دل شکار ہوتے ہیں اور اس کے حلقہ بگوش بنتے ہیں، اسی طرح اس کی محبت و عظمت ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتی اور بڑھتی رہتی ہے، اور کہیں جا کر رکتی نہیں۔ برخلاف مال کے کہ جو جتنی مقدار کا مالک ہے، بس اس کا مالک ہے، اس میں بغیر سخت محنت اور جانفشانی کے اضافہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن جاہ خود بخود ترقی پذیر ہے، اور اس کی کوئی حد نہیں۔ مال میں ٹھہراؤ اور وقوف ہے، جاہ پھلتا پھولتا رہتا ہے۔ اسی لیے جب جاہ میں ترقی ہو جاتی ہے، اور شہرت عام حاصل ہو جاتی ہے اور لوگ کسی شخص کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہیں، تو مال و دولت اس کی نظر میں ہیچ ہو جاتا ہے۔

یہ تو مال کی جاہ پر ترجیح کے نمایاں اسباب ہیں۔ اگر تفصیل کی جائے تو اور بہت سے وجوہ نکلیں گے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ اس تقریر کا نتیجہ تو یہ ہے کہ انسان کو مال و جاہ سے اسی قدر محبت ہونی چاہیے کہ ان کے ذریعے لذتیں حاصل کر لے اور کلفتیں دور کر دے۔ اس لیے کہ مال و جاہ محبوبات کا ذریعہ ہیں' اور محبوبات کے حصول کا ذریعہ بھی محبوب ہوتا ہے۔ لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ بات یہیں جا کر نہیں رکتی۔ انسان اموال کے جمع کرنے' خزانہ پر خزانہ اور ذخیرہ پر ذخیرہ کرنے میں مصروف رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ ضروریات کی سرحد کو بھی پار کر جاتا ہے' یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہو جاتا ہے (جو حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے) کہ اگر بندے کے پاس سونے کی دو گھاٹیاں ہوں تو وہ تیسری کا حریص ہو گا۔ اسی طرح سے انسان جاہ میں وسعت و ترقی کی فکر میں رہتا ہے' اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی شہرت لوگوں میں پھیلتی جائے' ان دور دراز ملکوں اور لوگوں تک بھی پہنچ جائے جن کے متعلق وہ قطعی طور پر جانتا ہے کہ وہ ان کے درمیان کبھی قدم بھی نہیں رکھے گا' اور کبھی ان سے ملاقات کی بھی امید نہیں کہ ان کی تعظیم سے اس کو خوشی حاصل ہو گی' یا وہ اپنی دولت اس پر خرچ کریں گے' یا اس کی غرض بر آری کریں گے۔ یہ سب جانتے ہوئے بھی اس کو اس سے بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے' اور دل میں اس کا مزہ لیتا رہتا ہے' کہ اس کا ان ملکوں اور لوگوں میں چرچا ہو' اور اس کو ان کے ہاں جاہ حاصل ہو۔ بظاہر یہ ایک حماقت کی بات معلوم ہوتی ہے' اس لیے کہ یہ ایک ایسی چیز کی خواہش ہے جس کا دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ واقعی جاہ کی ایسی محبت دلوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے' جس کا ازالہ ممکن نہیں' اس کے دو سبب ہیں: ایک جلی' جس کا ادراک سب کر سکتے ہیں--- ایک خفی' جو بڑا سبب ہے' لیکن اتنا نازک ہے کہ غبی تو غبی ذکی بھی اس کو بمشکل محسوس کر سکتے ہیں۔ اس لیے کہ اس کا تعلق نفس و طبیعت کی ایک ایسی خاصیت سے ہے جس کا علم باریک بین حضرات اور ان اشخاص کو ہے جو طبائع انسانی کی گہرائیوں میں غوطہ لگا سکتے ہیں۔

پہلا سبب تو یہ ہے کہ انسان فطرتاً محبوب کے بارے میں بدگمان واقع ہوا ہے' اور خطرات کو دور کرنا چاہتا ہے۔ ع عشق است و ہزار بدگمانی۔ انسان کی بسر اوقات کے لیے خواہ ضروری سامان موجود ہو' لیکن اس کی آرزوئیں بہت طویل ہوتی ہیں۔ اس کے دل میں بار بار یہ خطرہ گزرتا ہے کہ جو مال فی الحال اس کی ضروریات کے لیے کافی ہے شاید تلف ہو جائے' اس کو اور مال کی ضرورت ہو۔ جب اس کے دل میں اس کا خیال آتا ہے' تو اس کے دل میں فکر و غم کا جوش اٹھتا ہے۔ یہ خلش اس کی جبھی دور ہو سکتی ہے جب اس کو دوسرے مال کے مل جانے سے یہ اطمینان حاصل ہو جائے کہ اگر پہلا مال ضائع ہو گیا' یا اس پر کوئی آفت آئی' تو یہ دوسرا مال موجود ہے۔

اسی طرح وہ اپنی ذات سے دلچسپی اور زندگی کی محبت کی بنا پر اپنی زندگی کا بہت طویل اندازہ لگاتا ہے' اور نئی نئی ضرورتوں کے پیش آنے کا حق رکھتا ہے' اور نئے نئے خطروں اور نئی نئی آفتوں کو فرض کرتا رہتا ہے' اور ان کے تصور سے لرزہ براندام رہتا ہے۔ اس لیے ان خطروں کو زائل کرنے کے وسائل سوچتا رہتا ہے' اور اس کا سب سے بڑا وسیلہ اس کی نظر میں یہ ہے کہ مال اتنا کثیر ہو کہ اگر اس کے کسی حصے پر کوئی زو پڑے تو دوسرے حصے سے وہ اپنا کام نکال سکے۔

یہ خوف اور فکر مندی اس کو مال کی کسی مخصوص مقدار پر قانع نہیں ہونے دیتی' اور وہ کسی حد پر بھی جا کر نہیں ٹھہرتا' یہاں تک کہ ساری دنیا کو اپنی ملک بنا لینے کی ہوس پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: "دو حریص ایسے ہیں' جو کبھی سیر نہیں ہوتے' علم کا حریص اور مال کا حریص"۔

بعینہ یہی علت دور' دراز کے شہروں اور بیگانہ لوگوں کے دلوں میں اعتقاد اور جاہ پیدا ہونے کی خواہش میں ہوتی ہے۔ حب جاہ کا مریض بھی ان خیالی خطرات کو سوچتا رہتا ہے جو پیش آ سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس کو اپنے وطن کو خیرباد کہنا پڑے' ممکن ہے کہ دوسرے ملکوں کے لوگ اس کے شہر میں آ جائیں اور اس کو ان سے کام پڑ جائے' اور جب تک یہ سب کچھ ممکن ہے' اور یہ کوئی ناممکن الوقوع بات نہیں ہے کہ اس کو ان کی ضرورت پڑے' نفس کو اس بات کی فرحت و لذت ہوتی ہے کہ اس کا اعتقاد اور عظمت ان بعید الوطن لوگوں کے دل میں قائم ہے جن سے کبھی کام پڑ سکتا ہے۔

دوسرا سبب جو زیادہ طاقتور ہے' وہ یہ کہ روح ایک امر ربانی ہے۔ "حکم ربانی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ علوم غیب کے اسرار میں سے ہے۔ اس کے اظہار کی اجازت بھی نہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حقیقت کا اظہار نہیں فرمایا۔ لیکن اس کی حقیقت کا علم حاصل کیے بغیر بھی تم کو اتنا معلوم ہو سکتا ہے' کہ قلب میں ایک تو بہیمی صفات یعنی کھانے پینے اور جماع کا میلان پایا جاتا ہے۔ ایک میلان درندوں کی صفت یعنی قتل و ضرب و ایذا کا' اور ایک شیطانی صفات یعنی مکر و فریب کا' اور اسی کے ساتھ ایک میلان صفات ربوبیت' یعنی کبر و عظمت' عزت تجبر اور سربلندی کا بھی پایا جاتا ہے۔ قلب انسان مختلف اصول و عناصر سے مرکب ہے' جن کی شرح و تفصیل میں بڑی طوالت ہے۔

قلب میں امر ربانی کا جو حصہ ہے اس کی بنا پر انسان کے اندر طبعی طور پر ربوبیت کی خواہش پائی جاتی ہے۔ ربوبیت کیا ہے؟ کمال میں یکتائی اور مستقل وجود جو کسی کا شرمندۂ احسان نہ ہو۔ اس لیے کمال صفات الوہیت میں سے ہے' اور وہ انسان کو بالطبع محبوب ہے۔ اور کمال یہی ہے کہ وجود میں یکتا ہو' اس لیے کہ وجود میں کسی اور کی شرکت یقیناً ایک نقص ہے۔ آفتاب کا کمال یہ ہے کہ وہی ایک آفتاب ہے۔ اگر کوئی

دوسرا آفتاب ہوتا، تو یہ اس آفتاب کے چہرۂ کمال کے لیے داغ ہوتا، اس لیے کہ وہ اپنی شان آفتابی میں یکتا نہ ہوتا۔ وجود کی یکتائی اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کو حاصل ہے، اس لیے کہ اس کے سامنے کوئی موجود (حقیقی) نہیں، اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے، وہ اس کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے، جو اپنے بل بوتے پر نہیں رہ سکتا، وہ اسی کے سہارے قائم ہے۔ تو درحقیقت اس کے سامنے کوئی موجود ہی نہیں۔ اس لیے کہ معیت کے لیے رتبہ کی مساوات ضروری ہے، اور رتبہ کی مساوات کمال کے لیے نقص ہے۔ کامل وہی ہے جس کا کوئی ہم مرتبہ نہ ہو۔ آفاق عالم میں آفتاب کے نور کی تابش آفتاب کا نقص نہیں بلکہ اس کا کمال ہے۔ آفتاب کے لیے نقص تو دوسرے ہم مرتبہ آفتاب کا وجود ہے۔ عالم میں بھی ہر چیز کا وجود انوار قدرت کی تابش کا فیضان ہے، یہ سب تابع ہیں، متبوع نہیں، پس ربوبیت کی شان وجود کی یکتائی ہے اور یہی کمال ہے۔

انسان بھی بالطبع اس بات کا خواہش مند ہے کہ وہ کمال میں یکتا ہو۔ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ ہر انسان کے باطن میں وہی بات مضمر ہے جس کو فرعون نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ انا ربکم الاعلیٰ۔ لیکن اس کو اس کا موقع نہیں ملتا، عبودیت نفس اسی لیے نفس پر شاق اور ربوبیت اسی لیے طبعاً سہل اور مرغوب ہے۔ یہ اسی نسبت ربانی کی وجہ سے ہے جس کی طرف قل الروح من امر ربی میں اشارہ ہے۔

لیکن جب وہ انتہائے کمال تک پہنچنے سے عاجز رہتا ہے، تو اس کے کمال کی خواہش بالکلیہ زائل نہیں ہوتی۔ اب بھی وہ کمال کا خواہشمند اور متمنی ہوتا ہے، اور اس کو کمال سے بالذات لذت حاصل ہوتی ہے، کمال کے علاوہ کسی اور مقصود کی خاطر نہیں (جس کا کمال ذریعہ ہے)، بلکہ نفس کمال کی خاطر۔ دنیا میں جو بھی موجود ہو، اس کو اپنی ذات سے محبت اور اپنی ذات کے کمال سے محبت ہے--- اور ہر ایک کو ہلاکت اور فنا نامرغوب ہے، اس لیے کہ اس میں اپنی ذات اور اپنی صفات کمال کا فنا سمجھتا ہے۔

کمال تو یہی ہے کہ وجود میں یکتائی حاصل ہو اور تمام موجودات پر غلبہ اور حکمرانی۔ اس لیے کہ کامل ترین کمال یہ ہے کہ دوسرے کا وجود تمھارا ہی رہین منت ہو۔ اگر وہ تمھارا رہین منت نہیں ہے تو کم از کم اتنا ہو کہ تم اس پر غالب ہو۔ اس بنا پر سب پر غلبہ حاصل کرنا انسان کو طبعی طور پر محبوب ہے، اس لیے کہ یہ کمال کی ایک قسم ہے۔ ہر موجود جو اپنی ذات کا شناسا ہے وہ اپنی ذات کا عاشق ہے، اور اپنی ذات کے کمال کا بھی عاشق ہے، اور اس سے اس کو لذت حاصل ہوتی ہے۔

کسی چیز پر غلبے کے معنی یہ ہیں کہ تم اس پر اثر ڈال سکو، اپنے ارادے کے مطابق اس میں تغیر کر سکو، اور اپنی مرضی کے مطابق اس میں تصرف کرو۔ انسان نے چاہا تو یہ تھا کہ اس کو تمام موجودات پر غلبہ حاصل ہو جائے لیکن موجودات میں سے کچھ موجود ایسے ہیں جو کسی تغیر کو قبول نہیں کرتے، جیسے اللہ کی ذات و صفات۔ اور بعض موجود ایسے ہیں جو تغیر کو قبول کرتے ہیں، لیکن ان پر مخلوق کی کوئی دسترس نہیں اور اس پر

ان کا کوئی زور نہیں چلتا، جیسے افلاک و کواکب، ملکوت، سماوات، نفوس، ملائکہ، جن و شیاطین اور جیسے پہاڑ و سمندر اور ان کے بیچ کی چیزیں۔ تیسری قسم وہ ہے جس میں انسان اپنی قدرت سے تغیر کر سکتا ہے، جیسے زمین اور اس کے اجزا معدنیات، نباتات، حیوانات۔ اور انھی میں سے انسانوں کے دل بھی ہیں، جو بدن ہی کی طرح تاثر اور تغیر قبول کرتے ہیں۔

جس قسم پر انسان قدرت حاصل کر سکتا ہے، جیسے ارضیات وغیرہ، تو وہ طبعی طور پر ان پر غلبہ اور اتنی قدرت حاصل کرنا چاہتا ہے کہ ان میں اپنی منشا کے مطابق تصرف کر سکے۔ ان کی بھی دو قسمیں ہیں: اجسام اور ارواح۔

اجسام تو روپیہ، پیسہ اور سامان ہے۔ ان کے بارے میں تو انسان یہ چاہتا ہے کہ اس کو ان میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار ہو، وہ ان کو اٹھا بٹھا سکے، جس کو چاہے دے، جس کو چاہے نہ دے۔ اس لیے کہ یہ قدرت ہے اور قدرت کمال ہے، اور کمال صفات ربوبیت میں سے ہے اور ربوبیت بالطبع محبوب۔ اسی لیے اس کو اموال کی محبت ہے، چاہے اس کو اپنے پہننے کھانے اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے بھی اس کی ضرورت نہ ہو۔ اسی طرح سے غلام رکھنا اور آزاد شریف لوگوں کو اپنا غلام بنانا، خواہ زبردستی اور تغلب سے ہو، یہاں تک کہ ان کے اجسام اور ان کی ذات میں تصرف کر سکے، یعنی بیگار لے سکے، چاہے ان کے دل غلام نہ بنیں۔ اس لیے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ان غلاموں کے دل میں اس کا اعتقاد نہیں ہوتا، اور ان کو اس سے محبت نہیں ہوتی، لیکن کبھی محض غلبہ بھی محبت کا قائم مقام بن جاتا ہے۔ انسان کو ایسا رعب و داب بھی لذیذ اور عزیز ہے، جو زبردستی کی بنا پر ہو، اس لیے کہ اس میں قدرت کا اظہار ہوتا ہے، اور انسان اس کا دیوانہ ہے۔

دوسرے، آدمیوں کے نفوس اور قلوب ہیں۔ یہ روئے زمین کی سب سے زیادہ بیش قیمت اور نفیس چیز ہے۔ انسان چاہتا ہے کہ اس کو ان قلوب پر غلبہ و قدرت حاصل ہو جائے، تاکہ وہ اس کے لیے مسخر ہو جائیں، اور اس کے ایک اشارے پر کام کریں۔ اس لیے کہ اس میں غلبہ کا کمال پایا جاتا ہے اور صفات ربوبیت سے مشابہت ہے۔ قلوب صرف محبت سے مسخر ہوتے ہیں۔ محبت کمال کے اعتقاد سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے کہ ہر کمال محبوب ہے۔ اور کمال اس لیے محبوب ہے کہ وہ صفات الٰہیہ میں سے ہے، اور صفات الٰہیہ سب انسانوں کو بالطبع محبوب ہیں، اس لیے کہ انسان میں ایک نسبت ربانی پائی جاتی ہے، اور یہ نسبت غیرفانی ہے، نہ موت اس کو ختم کر سکتی ہے اور نہ مٹی اس پر قابو پا سکتی ہے۔ یہی نسبت ربانی ایمان و معرفت کا محل ہے، وہی لقائے الٰہی تک پہنچنے والی ہے اور وہی اس کے لیے کوشش کرنے والی ہے۔

جاہ کے معنی قلوب کا مسخر ہونا ہے۔ اور جس کے لیے قلوب مسخر ہو گئے، اس کو ان پر قدرت و استیلا

حاصل ہو گیا۔ اور قدرت و استیلا کمال ہے اور کمال اوصاف ربوبیت میں سے ہے۔

پس قلب کو جو چیز بالطبع محبوب ہے وہ کمال ہے' خواہ علم سے حاصل ہو' خواہ قدرت سے۔ مال و جاہ بھی اسباب قدرت میں سے ہیں' اس لیے کہ وہ محبوب کا وسیلہ ہیں' اور محبوب کا وسیلہ بھی محبوب ہوتا ہے۔ پھر نہ معلومات کی کوئی انتہا ہے' نہ مقدورات کی کوئی انتہا ہے۔ جب تک کہ ایک چیز بھی دنیا میں باقی ہے جو معلوم کی جا سکتی ہے' اور ایک چیز بھی دنیا میں موجود ہے جس پر قدرت حاصل کی جا سکتی ہے' تو نہ شوق کو سکون ہے اور نہ نقص کو زوال۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو حریص کبھی آسودہ نہیں ہو سکتے" (احیاء علوم الدین' ج ۳' ماخوذ از ابوالحسن علی ندوی' تاریخ دعوت و عزیمت' ج ۱' ص ۱۹۷-۲۰۱)

(انتخاب: خرم مراد)

سمع و بصر

ویڈیو میگزین — منظر پس منظر — Rs.95 Only

ویڈیو نیوز میگزین

کا تازہ شمارہ VOL - 2 دستیاب ہے

- گزشتہ ماہ کے اہم عالمی اور قومی واقعات اور ان پر تبصرے
- بوسنیا' فلسطین' کشمیر' امن و امان و دیگر
- قاضی حسین احمد کی گرفتاری' رہائی اور دورہ سرحد --- خصوصی رپورٹ
- ممبر سازی مہم کا موجودہ مرحلہ اور قائدین جماعت کی دیگر سرگرمیاں
- یوسف اسلام کی آواز میں ویڈیو نعت --- (طلع البدر علینا)
- گولڈن جوبلی پر عوام کی رائے ---- "آواز خلق" --- سپیشل فیچر

سمع و بصر لاہور

کریم بلاک' علی ہائیٹس
علامہ اقبال ٹاؤن' لاہور
فون: 5411546
فیکس: 5419541

SAMA-OBASAR
سمع و بصر

کراچی میں ملنے کا پتہ

اعلیٰ ڈسٹری بیوٹرز
44-سلیم پلازہ
نزد مسجد بیت المکرم
گلشن اقبال' کراچی
فون: 6330278